السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا والدین کی اجازت لئے بغیر جہاد کی ٹرینگ کے لئے جاسکتے ہیں۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اصول یہ ہے کہ شرک وبدعت، حرام کے ارتکاب اورگناہ کے کاموں میں والدین کی اطاعت نہیں ہے۔ اسی طرح اگروالدین کسی فرض یا واجب کی ادائیگی سے روکیں توبھی ان کی اطاعت نہیں ہے۔ ارشادباری تعالی ہے۔

وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِى ٱلدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىَّ ۚ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ١٥

اوراگروہ دونوں تجھ پراس بات کا دباؤڈالیں کہ تومیرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہوتوتوان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اوراس کی راہ چلنا جومیری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جوکچھ کرتے ہواس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا۔

آپ کا ارشاد ہے :

لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ (مسند احمد)

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کسی قسم کی بھی اطاعت جائز نہیں ہے۔

لیکن یہاں اصل سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان کےلیے جہاد بمعنی قتال کی ٹرینگ فرض عین ہے یا نہیں۔ ؟ اگر فرض عین ہے تووالدین کی اطاعت نہیں ہے اوراگر فرض عین نہیں ہے تووالدین کی اطاعت ضروری ہے۔ جہاد بمعنی قتال عام حالات میں اہل علم کی نظرمیں فرض کفایہ ہے اورایک جماعت کی ادائیگی سے سب کی طرف سے ادا ہوجاتا ہے لہذااس کی ٹرینگ بھی فرض کفایہ ہوگی۔ پس آپ جہادی ٹرینگ کےلیے اپنی والدہ کوراضی کریں اور ان کی اجازت کے بغیر جانا درست نہیں ہے۔ جہاں تک گن وغیرہ چلانے کا تعلق ہے تواس کے سیکھنے کےلیے معسکرات کی ٹرینگ کے علاوہ بھی بہت سی آپشنز ہوتی ہیں۔

شیخ صالح المنجداس بارے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں؛

سوال؛اس وقت اوردورمیں کیا ہراستطاعت رکھنے والے شخص پرجہاد فرض ہے ؟

الحمد للہ :

اول :

جہاد کے کئی ایک مراتب اوردرجات ہیں، ان میں کچھ توہرمکلف پرفرض عین ہے، اورکچھ فرض کفایہ یعنی جب بعض مکلفین جہاد کررہے ہوں توباقی سے ساقط ہوجاتا ہے، اورکچھ مستحب ہے

جہاد نفسی اورشیطان کے خلاف جہاد توہرمکلف پرفرض ہے، اورمنافقین اورکفاراورظلم وستم کرنے والوں اوربرائی اوربدعات پھیلانے والوں کے خلاف جہاد فرض کفایہ ہے، اوربعض اوقات کفارکے خلاف جہاد معین حالات میں فرض عین ہوجاتا ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

جب یہ معلوم ہوگیا توپھرجہاد کی چاراقسام اورمراتب ودرجات ہیں : جہاد بالنفس، شیطان کے خلاف جہاد، کفارکے خلاف جہاد، اورمنافقین کے خلاف جہاد

جہاد بالنفس کے بھی چاردرجات اورمراتب ہیں :

پہلامرتبہ :

ہدایت وراہنمائی کی تعلیم اور دین حق کے حصول کے لیے نفس کے خلاف جہاد کیا جائے، کیونکہ اس کے بغیر نہ تو دنیا میں سعادت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی آخرت میں کامیابی فلاح سے ہمکنار ہوا جا سکتا ہے، جب اس پر عمل نہ کیا جائے تو دونوں جہانوں میں شقاوت وبدبختی حاصل ہوتی ہے

دوسرا مرتبہ :

علم کے حصول کے بعد وہ اس پر عمل کرنے کے لیے جہاد اور کوشش کرے، کیونکہ عمل کے بغیر صرف علم اگر اسے نقصان نہ دے تو اسے کوئی فائدہ بھی نہیں دے سکتا

تیسرا مرتبہ :

وہ اس علم کو آگے پھیلانے اور جنہیں اس کا علم نہیں انہیں تعلیم دینے میں جہاد اور کوشش کرے، اگر ایسا نہیں کرتا تو وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جو اللہ تعالی کی نازل کردہ ہدایت وراہنمائی اور واضح دلائل کو چھپاتے ہیں، اور اس کا یہ علم اسے نہ تو اللہ کے عذاب سے نجات دے گا اور نہ ہی اسے کوئی نفع دے سکتا ہے

چوتھا مرتبہ :

اللہ تعالی کے دین کی دعوت دینے میں جو تکالیف اور مشکلات پیش آئیں، اور لوگوں کی جانب سے حاصل ہونے والی اذیت پر صبر کرنے کا جہاد، اور ان سب کو وہ اللہ کے لیے برداشت کرے

تو جب یہ چار مرتبے مکمل کر لے گا تو وہ ربانیین میں شامل ہو جائیگا، سلف رحمہ اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ عالم اس وقت تک ربانی کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق نہیں جب تک وہ حق کی پہچان کر کے اس پر عمل کرنے کے بعد اس کی لوگوں کو تعلیم نہ دے، تو جو شخص علم حاصل کرے اور اس پر عمل کر کے لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دے تو یہی شخص ہے جو آسمان میں عظیم شان رکھتا ہے

شیطان کے خلاف جہاد کے دو مرتبے ہیں :

پہلا مرتبہ :

شیطان کی جانب سے بندے کو ایمان میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات دور کرنے کے لیے جہاد کرنا

دوسرا مرتبہ :

شیطان کی جانب سے فاسد قسم کے ارادے اور شہوات دور کرنے کی کوشش اور جہاد کرنا

تو پہلے جہاد کے بعد یقین اور دوسرے کے بعد صبر حاصل ہوگا اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا اور امام بنا دیے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے السجدۃ (24).

تو اللہ سبحانہ وتعالی نے خبر دی ہے کہ امامت دین صبر اور یقین کے ساتھ حاصل ہوتی ہے، چنانچہ صبر شہوات اور فاسد قسم کے ارادوں کو دور اور ختم کرتا ہے، اور یقین شکوک وشبہات کو ختم کرتا ہے

اور کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کے چار مراتب ہیں :

دل اور زبان اور مال اور نفس کے ساتھ

ہاتھ کے ساتھ جہاد کرنا کفار کے خلاف خاص ہے

اور منافقین کے خلاف زبان کے ساتھ جہاد کرنا خاص ہے

اور ظلم وستم اور بدعات ومنکرات کے خلاف جہاد کے تین مراتب ہیں :

پہلا :

اگر قدرت واستطاعت ہو تو ہاتھ کے ساتھ، اور اگر استطاعت نہ ہو تو یہ منتقل ہو کر زبان کے ساتھ، اور اگر اس کی بھی استطاعت اور قدرت نہ ہو تو پھر دل کے ساتھ جہاد کرنے میں منتقل ہو جاتا ہے

تو جہاد کے یہ تیرہ (13) مراتب ہیں، اور حدیث :

"جو شخص بغیر جہاد کیے مر گیا اور نہ ہی اس کے نفس میں جہاد کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تو وہ نفاق کی ایک علامت پر مرا"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1910).

دیکھیں: زاد المعاد (3/9-11).

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جہاد کی کئی ایک اقسام ہیں:

نفس کے ساتھ، مال کے ساتھ، دعاء کے ساتھ، توجیہ و ارشاد اور راہنمائی کرکے، کسی بھی طرح خیر و بھلائی پر معاونت کر کے جہاد کرنا

لیکن ان سب میں عظیم نفس کے ساتھ جہاد ہے، پھر مال کے ساتھ اور رائی اور راہنمائی کے ساتھ جہاد کرنا، اور اسی طرح دعوت و تبلیغ بھی جہاد ہی ہے، تو نفس اور جان کے ساتھ جہاد سب سے اعلی درجہ ہے"

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (7/334-335).

دوم:

اور کفار کے خلاف ہاتھ سے جہاد میں امت مسلمہ کے حسب حال کئی قسم کے مراحل گزرے ہیں:

ابن قیم رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

اللہ سبحانہ و تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل فرمائی کہ وہ اس رب کے نام سے پڑھیں جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اور یہ نبوت کی ابتدا تھی، تو اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنے دل میں اسے پڑھیں اور اس وقت انہیں اس کی تبلیغ کا حکم نہیں دیا پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ المدثر کی یہ آیت نازل فرمائی:

اے چادر اوڑھنے والے اٹھو اور ڈراؤ .

تو اللہ سبحانہ و تعالی نے آپ کو اقراء کہہ کر نبی بنایا اور یا ایھا المدثر کہہ کر رسول بنایا

پھر اللہ تعالی نے حکم دیا کہ اپنے کنبہ قبیلہ والوں اور قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ کرو، اور پھر اس کے بعد اپنی قوم کو، اور پھر اس کے بعد اپنے ارد گرد رہنے والے عرب کو، اور پھر دور رہنے والے عرب کو، اور پھر پوری دنیا میں رہنے والوں کو

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی بننے کے بعد دس برس تک بغیر کسی قتال اور لڑائی اور جہاد اور بغیر جزیہ کے تبلیغ کرتے رہے، اور آپ کو صبر و تحمل اور معاف و درگزر کرنے اور ہاتھ روک کر رکھنے کا حکم دیا گیا

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی گئی اور اس کے بعد پھر لڑائی اور جہاد کرنے کی

پھر آپ کو ان لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا جو آپ سے لڑائی کرتے تھے، اور جو آپ سے نہیں لڑے اور قتال نہیں کیا ان سے روک دیا گیا

پھر مشرکوں کے خلاف اس وقت تک لڑائی کا حکم دیا گیا جب تک کہ پورا دین اللہ کے لیے نہ ہو جائے

پھر کفار کے خلاف جہاد کا حکم ملنے کے بعد کفار کی آپ کے ساتھ تین اقسام تھیں:

جن کے ساتھ صلح اور جنگ بندی تھی

جن کے ساتھ لڑائی تھی یعنی اہل حرب

اور ذمی لوگ

دیکھیں: زاد المعاد (3/159).

سوم:

کفار کے خلاف ہاتھ سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے:

ابن قدامہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

قال :

(اور جہاد فرض کفایہ ہے، جب قوم کے کچھ افراد جہاد کر رہے ہوں تو باقی افراد سے ساقط ہو جاتا ہے) .

فرض کفایہ کا معنی یہ ہے کہ :

وہ فرض چیز اگر اتنے لوگ اس کی ادائیگی نہ کریں جو کافی ہوں تو سب لوگ گنہگار ہونگے، اور اگر اتنے لوگ ادا کر لیں جو کافی ہوں تو باقی سب لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے

ابتدا میں خطاب سب کو شامل ہے، مثلا فرض کفایہ، اور پھر اس میں مختلف ہے کہ فرض کفایہ بعض کے ادا کرنے سے باقی افراد سے ساقط ہو جاتا ہے، اور فرض عین کسی دوسرے کے کرنے سے کسی سے بھی ساقط نہیں ہوتا، عام اہل علم کے قول کے مطابق جہاد فرض کفایہ میں شامل ہوتا ہے .

دیکھیں : المغنی ابن قدامہ (163/9) .

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

یہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ ہم پہلے کئی بار بیان کر چکے ہیں کہ جہاد فرض کفایہ ہے نہ کہ فرض عین، اور سب مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی اپنے نفس اور اپنے مال اور اسلحہ اور دعوت اور مشورہ کے ساتھ معاونت ضرور کریں، تو جب جہاد کے لیے اتنے لوگ نکل جائیں جو کافی ہوں باقی افراد گنہگار ہونے سے بچ جائینگے، اور جب سب لوگ ہی جہاد ترک کر دیں تو سب گنہگار ہونگے تو مملکت سعودی عرب، اور افریقہ اور مغرب وغیرہ میں بسنے والے مسلمانوں کو اپنی طاقت صرف کرنی چاہیے، اور زیادہ قریب والا شخص زیادہ حصہ ڈالے، تو جب ایک یا دو یا تین یا اس سے زیادہ ملکوں میں سے افراد کافی ہو جائیں تو باقی مسلمانوں سے ساقط ہو جا ئیگا اور وہ نصرت و مدد اور تائید کے مستحق ہیں ان کی مدد کی جائے، ان کے دشمن کے خلاف ان مسلمانوں کی مدد کرنا فرض ہے؛ کیونکہ وہ مظلوم ہیں، اور اللہ سبحانہ وتعالی نے سب کو جہاد کا حکم دیا ہے، انہیں چاہیے کہ وہ اللہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کر کے اپنے بھائیوں کی مدد کریں، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو گنہگار ہونگے، اور جب اتنے افراد جہاد کرنے لگیں جو کافی ہوں تو باقی سے گناہ ساقط ہو جا ئیگا .

دیکھیں : مجموع فتاوی ابن باز (335/7) .

چہارم :

کفار کے خلاف جہاد چار حالتوں میں فرض ہو جاتا ہے :

1- جب مسلمان شخص جہاد میں حاضر ہو جائے

2- جب دشمن آ جائے اور علاقے اور ملک کا محاصرہ کر لے

3- جب امام المسلمین اور حکمران رعایا کو جہاد کی طرف بلائے تو رعایا پر جہاد کے لیے نکلنا فرض ہو جاتا ہے

4- جب اس شخص کی ضرورت ہو اور اس کے بغیر کوئی اور اس ضرورت کو پورا نہ کر سکتا ہو

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

جہاد واجب اور اس وقت فرض عین ہو جاتا ہے جب کوئی انسان قتال میں حاضر ہو جائے، یہ فرض عین ہونے کی پہلی جگہ ہے جہاں جہاد فرض عین ہوتا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اے ایمان والو جب تم کفار کے مدمقابل ہو جاؤ اور دوبدو ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا، اور جو شخص ان سے اس موقع پر اپنی پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو، یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنی ہے، باقی اور کوئی جو ایسا کریگا وہ اللہ کے غضب میں آ جا ئیگا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا، اور بہت ہی بری ہے وہ جگہ الانفال (15-16) .

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ لڑائی میں سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا سات تباہ کن اشیاء میں سے ایک ہے، فرمان نبوی ہے :

" سات تباہ کن اشیاء سے بچ کر رہو : اور اس میں لڑائی والے دین لڑائی سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا بھی ذکر کیا "

متفق علیہ

لیکن اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے دو حالتوں میں استثنی کیا ہے :

پہلی حالت :

وہ شخص لڑائی کا پینترا بدلنے کے لیے وہاں سے بھاگے، یعنی دوسرے معنوں میں اس طرح کہ وہ اس سے بھی زیادہ قوت و طاقت کے ساتھ آنا چاہتا ہو

دوسری حالت :

وہ اپنی جماعت کے ساتھ ملنا اور پناہ حاصل کرنا چاہتا ہو، وہ اس طرح کہ اسے بتایا جائے کہ دوسری طرف سے مسلمانوں کی ایک جماعت اور لشکر شکست کھانے کے حالت میں ہے، تو وہ ان کی تقویت اور کےلیے ان کے ساتھ ملنے کےلیے جائے، اور اس حالت میں شرط یہ ہے کہ وہ اس گروہ اور لشکر کا خوف نہ رکھے جس میں رہ کر وہ خود لڑ رہا ہے، اور اگر اس جماعت کا خدشہ رکھتا ہو جس میں وہ خود ہے تو پھر اس کا وہاں سے نکل کر دوسری جماعت میں جانا جائز نہیں، تو اس حالت میں اس پر فرض عین ہوگا اور اس کے وہاں سے جانا جائز نہیں

دوم :

جب اس کے علاقے اور ملک کو دشمن گھیر لے تو اس شخص پر اپنے وطن کے دفاع کےلیے لڑائی اور قتال فرض عین ہو جاتا ہے، اور یہ اس شخص کے مشابہ ہے جو لڑائی کی صف میں موجود ہو؛ کیونکہ جب دشمن ملک اور علاقے کا محاصرہ کر لے تو اس کا دفاع کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ دشمن اس علاقے میں جانے اور وہاں سے باہر نکلنے سے روک دے گا، اور اس طرح ان کےلیے غلہ وغیرہ بھی نہیں آسکے گا، اور اس کے علاوہ جو کچھ معروف ہے اس پر بھی پابندی لگ جائیگی، تو اس حالت میں اس علاقے کے لوگوں پر اپنے ملک کے دفاع کےلیے لڑنا فرض عین ہے

سوم :

جب امام اور حکمران لڑنے کا حکم دے، امام وہ ہے جو ملک کا حکمران اور سربراہ ہو، اور اس میں امام المسلمین ہونے کی شرط نہیں؛ کیونکہ یہ عمومی امامت بہت زمانے سے ختم ہو چکی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"اگر تم پر حبشی غلام بھی امیر اور حکمران بنا دیا جائے تو اس کی سمع و اطاعت اور فرمانبرداری کرو"

تو جب کوئی انسان کسی بھی جہت میں امیر بن گیا تو وہ امام عام کی طرح ہی ہے اور اس کا قول نافذ ہوگا اور اس کا حکم مانا جائیگا

دیکھیں : الشرح الممتع (10/8).

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

محدث فتوی

فتوی کمیٹی